اس کے علاوہ اس عبدالرحمٰن الداخل نے قرطبہ میں ایک محل بنوایا تھا جس کا نام منیۃ الرصافہ تھا لیکن آج اس کا نام و نشان بھی مٹ چکا ہے۔ ۹۳۶ء کے قریب عبدالرحمٰن سوم الناصر نے اسپین میں اپنی حکومت کو مستحکم کرنے کے بعد قرطبہ شہر کے ایک حصے میں محلوں کا ایک چھوٹا سا شہر تعمیر کروایا جس کو مدینۃ الزہرا کہا جاتا ہے۔ الزہرا اصل میں عبدالرحمٰن سوم کی سب سے زیادہ محبوب بیوی کا نام تھا۔ اسی کے نام پر مدینۃ الزہرا کے بیچوں بیچ عبدالرحمٰن سوم نے اپنے لئے ایک خاص محل بنوایا جس کو قصر الزہرا کہا جاتا ہے۔ اس کی تعمیر کے واسطے فرانس اور اٹلی کے معماروں کو بھی بلایا گیا تھا اور اس کی دیواروں اور چھتوں کو رنگین تصویروں اور نقش و نگار سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اس محل کے دروازے پر پتھر کے دو بڑے شیروں کے مجسمے نصب کئے گئے تھے لیکن آج اس شہر اور محل کا نشان بھی باقی نہیں ہے۔

اسپین کے فن تعمیر کا سب سے اہم نمونہ قصر الحمرا ہے جو شہر غرناطہ میں بنایا گیا۔ جب پورے اسپین سے مسلمانوں کی حکومت ختم ہو گئی اور جنوب مشرقی اسپین کے صرف ایک شہر غرناطہ میں ان کی حکومت رہ گئی تھی جہاں بنو احمر کے خاندان نے سب سے آخر میں ڈھائی سو سال تک حکومت کی اور جس کا پہلا بادشاہ محمد الغالب تھا تو اس وقت اس قصر الحمرا کی بنیاد رکھی گئی۔ تیرھویں صدی کے درمیان سے اگلے دو سال تک اس محل میں بادشاہوں نے کچھ نہ کچھ اضافہ کیا اور اس کو زیادہ سے زیادہ حسین بنانے کی کوشش کی نتیجۃً یہ دنیا کا سب سے خوبصورت محل بن گیا اور آج بھی یہ محل موجود ہے۔ جس طرح لوگ ہندوستان میں تاج محل کو دیکھنے جاتے ہیں اسی طرح آج تک اسپین میں مسلم اور غیر مسلم سیاح اس محل کو دیکھنے جاتے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی خوبی وہ نزاکت ہے جو [illegible] میں کہیں نظر نہیں آتی۔ اس کی دوسری خوبی چھتوں اور دیواروں کی سجاوٹ ہے جو جیومیٹری کے طرز پر کی گئی ہے اور جس میں طرح طرح کے رنگ، پتھروں

ہاتھی دانت کا استعمال کیا گیا ہے۔ تیسری خوبی وہ ٹائلس ہیں جن سے اس محل کے کمروں کے فرش بنائے گئے ہیں اور جن کے رنگ اور چمک چھ سات سو سال گذر جانے کے باوجود آج بھی باقی ہیں۔ اس کی محرابوں میں اسلامی فن تعمیر اور اسپین کا گوتھک (GOTHIC) طرز تعمیر اپنے انتہائی کمال کو پہونچا ہوا نظر آتا ہے۔ اس محل کی خوبصورتی میں اس بات نے مزید اضافہ کر دیا ہے کہ یہ سرسبز اور شاداب پہاڑیوں کے درمیان ہے اور خود بھی ایک پہاڑی پر بنا ہوا ہے۔ یہ پہاڑ درختوں، پودوں اور پھولوں سے ڈھکے ہوئے ہیں۔

سنہ ۱۴۹۲ء میں جب عیسائیوں نے یہ آخری شہر بھی مسلمانوں سے چھین لیا تو اپنی نفرت ظاہر کرنے کے لئے اس کے در و دیوار کی خوبصورتی کو مٹانے کی کوشش کی گئی مگر اس کے باوجود اس محل کا زیادہ تر حصہ محفوظ رہ گیا۔

اسپین میں مسلمانوں کے وہ فنون بھی پہونچے جو شام اور عراق میں مسلمانوں کے درمیان ترقی پا رہے تھے اور جلد ہی اسپین میں بھی مسلمانوں کی سرپرستی میں ان فنون نے تیزی کے ساتھ ترقی کی۔

ان فنون میں لکڑی کے اوپر بنا ہوا آرٹ، دھاتوں کی نقاشی اور پارچہ بافی (کپڑا سازی) بھی تھی۔ اسی طرح مٹی کے اور چینی کے برتن بھی تھے۔ لوہے کے کام میں اکثر آرائش کی چیزیں بنائی جاتی تھیں جن پر ابھرے ہوئے لوہے کے حروف میں عربی کی عبارتیں کندہ ہوتیں۔ خوبصورت بیل بوٹے اور پھول بھی بنائے جاتے تھے۔ اسی طرح تلواریں، نیزے جنگی سامان نقاشی کے ساتھ بنایا جاتا۔ لوہے کی اس نقاشی میں طلیطلہ اور قرطبہ نے زیادہ شہرت حاصل کی۔ مٹی کے برتن اور ان پر چمکدار رنگوں سے پھول، بیل بوٹے اس کے علاوہ ان برتنوں پر خوبصورت رنگوں سے شکار کے مناظر اور ناچ گانے کے سین بھی بنائے جاتے تھے۔ اس فن کا

بنا کر ویلنسیہ (WELENCIA) تھا۔ مٹی کے برتنوں کا یہی فن کچھ مدت کے بعد چینی مٹی کے برتنوں کے آرٹ میں تبدیل ہوگیا۔ گیارھویں صدی عیسوی کے بعد اسپینی مسلمانوں کے بنائے ہوئے چینی کے برتن یورپ میں اٹلی، فرانس اور ہالینڈ میں بھی پہنچنے لگے اور ان کو دیکھ کر وہاں بھی چینی کے برتن سازی کا کام کہیں کہیں شروع ہوگیا۔ پندرھویں سولھویں صدی تک یورپ میں جو برتن بنائے جاتے تھے ان میں اسپینی مسلمانوں کے اس فن کی نقالی صاف نظر آتی ہے۔

دسویں اور گیارھویں صدی عیسوی میں اس فن میں مزید ترقی ہوئی اور چینی مٹی کے ٹائلس بنائے جانے لگے جن پر چمکتے ہوئے رنگوں سے عربی کی عبارتیں اور پھول بوٹے بنائے جاتے تھے۔ مسلم اسپین کے محلوں اور حویلیوں میں ان ٹائلس کا بہت زیادہ رواج تھا۔ دیواروں پر اور محلوں کے فرشوں پر بڑی خوبصورتی سے اس مسلم آرٹ کو استعمال کیا جاتا اور آج بھی اسپین اور پرتگال میں عام طور پر یہ مسلم ورثہ پسند اور استعمال کیا جاتا ہے خاص طور پر ٹائلس کا استعمال الحمراء کے محل میں سب سے زیادہ خوبصورتی کے ساتھ نظر آتا ہے۔

کپڑے بننے کا فنکارانہ کام بھی اسپین میں مسلمانوں کے ساتھ ہی پہونچ گیا تھا اور اس زمانے میں تمام دنیا میں پارچہ بافی کے میدان میں مسلم فنکاروں کو سب سے زیادہ شہرت حاصل تھی۔ اسپین کے شہر المیریا میں اس کا بڑا مرکز تھا۔ پھر دوسرے شہروں میں بھی اس کے کرگھے اور کارخانے وجود میں آگئے۔

صرف المیریا میں تقریباً پانچ ہزار (لومس) کرگھے موجود تھے۔ ان کرگھوں میں باریک اور موٹے ہر قسم کے کپڑے تیار کیے جاتے تھے اور طرح طرح کے پھول، بیل بوٹے اور جیومیٹریکل نقوش ان میں بنائے جاتے تھے۔ اسپین کے مسلم کارخانوں کے بنائے ہوئے کپڑے یورپ کے مختلف ملکوں میں بہت پسند کیے جاتے تھے اور برتن سازی کی طرح

پارچہ بافی کا کام بھی یورپ نے مسلمانوں سے سیکھا۔ جب فرانس اور اٹلی میں اس کام کی تجارتی اہمیت کو محسوس کیا گیا تو وہاں بھی اس کے کارخانے بارہویں صدی کے بعد بننے لگے۔ ابتدا میں ان کارخانوں میں مسلمان فن کاروں کو کام سکھانے کے لئے بلایا جاتا تھا جس طرح عراق کے شہر موصل کا کپڑا اٹلی میں موصولینہ کے نام سے مشہور تھا جس سے بعد میں لفظ (MUSLIN) مسلن بن گیا جسے انگریزی میں کپڑے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح اسپین کے مسلم کارخانوں کے بنائے ہوئے قسم قسم کے کپڑے یورپ میں پہنچتے تھے اور مختلف ناموں سے پکارے جاتے تھے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ اسپین میں قالین بافی کے کام نے اتنی ترقی نہیں کی تھی جتنی ایران میں کی تھی لیکن پہننے اوڑھنے کے کپڑوں کے فن میں مسلم اسپین کا مقام بہت بلند ہے۔ اسی طرح شیشہ سازی کا کام بھی مسلم اسپین میں کافی ترقی یافتہ تھا۔ لیکن یہ درست ہے کہ ملک شام کی طرح یہاں کے مسلمان شیشہ سازی کے فن میں اتنی ڈھنگ کے ساتھ رنگ بھرنے میں کامیاب نہیں ہوسکے جتنے دمشق کے فن کار کامیاب تھے۔

(باقی)

ملیشیا میں ۲۵ ملکوں کا نمائندہ سیمینار

"عالمی اسلامی کانڈر"

کے موضوع پر

از: محمد برہان الدین - دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

آج کل ہر قسم کے وسائل واسباب کی فراوانی کی وجہ سے پوری دنیا گویا ایک مکان صحن بن گئی ہے کہ ایک حصہ کی خبر آن کی آن میں تمام گوشوں تک پہنچ جاتی ہے اگرچہ اس صورت کی افادیت وخوبی سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن بعض اوقات یہی خوبی انتشار واختلاف کی برائی پھیلانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اس پہلو کا سب سے زیادہ تکلیف دہ منظر۔ نئے چاند کی خبر ریڈیو وغیرہ پر نشر ہونے سے اس وقت سامنے آتا ہے جب کہ ایک ہی شہر میں یا کئی کئی عیدیں منائی جاتی ہیں۔ اس بدنما اور مضحکہ خیز حالت سے نکلنے کے لیے مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف تجاویز وتدابیر سامنے لائی جاتی ہیں۔ پھر ہر حلقہ جس تدبیر کو صحیح ومؤثر سمجھتا ہے اسے روبہ عمل لانے کے لیے کوشش کرتا اور فطری طور پر دوسروں سے بھی اس کی تائید کا خواہاں ہوتا ہے، جس پر نہ ملامت کی جاسکتی ہے نہ الزام دیا جاسکتا ہے۔ ہاں! یہ الگ بات ہے کہ اگر کوئی تدبیر شرعی اصول یا روح شریعت سے متصادم ہو تو علماء کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ اس کا نوٹس اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس۔۔۔ کی غلطی واضح کریں، کیونکہ جو رمضان کے

پارچہ بافی کا کام بھی یورپ نے مسلمانوں سے سیکھا۔ جب فرانس اور اٹلی میں اس کام کی تجارتی اہمیت کو محسوس کیا گیا تو وہاں بھی اس کے کارخانے بارھویں صدی کے بعد بننے لگے۔ ابتدا میں ان کارخانوں میں مسلمان فن کاروں کو کام سکھانے کے لئے بلایا جاتا تھا۔ جس طرح عراق کے شہر موصل کا کپڑا اٹلی میں موصولینہ کے نام سے مشہور تھا جس سے بعد میں لفظ (MUSLIN) مسلن بن گیا جسے انگریزی میں کپڑے کو کہتے ہیں۔ اسی طرح اسپین کے مسلم کارخانوں کے بنائے ہوئے قسم قسم کے کپڑے یورپ میں پہنچے تھے اور مختلف ناموں سے پکارے جاتے تھے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ اسپین میں قالین بافی کے کام نے اتنی ترقی نہیں کی تھی جتنی ایران میں کی تھی لیکن پہننے اوڑھنے کے کپڑوں کے فن میں مسلم اسپین کا مقام بہت بلند ہے۔ اسی طرح شیشہ سازی کا کام بھی مسلم اسپین میں کافی ترقی یافتہ تھا۔ لیکن یہ درست ہے کہ ملک شام کی طرح یہاں کے مسلمان شیشہ سازی کے فن میں اتنی عمدگی کے ساتھ رنگ بھرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے جتنے دمشق کے فن کار کامیاب تھے۔

(باقی)

ملیشیا میں ۲۵ ملکوں کا نمائندہ سیمینار

"عالمی اسلامی کلنڈر"

کے موضوع پر

از: محمد برہان الدین۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

آج کل ہر قسم کے وسائل واسباب کی فراوانی کی وجہ سے پوری دنیا گویا ایک مکان یا صحن بن گئی ہے کہ ایک حصہ کی خبر آن کی آن میں تمام گوشوں تک پہنچ جاتی ہے اگرچہ اس صورت کی افادیت وخوبی سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن بعض اوقات یہی خوبی انتشار واختلاف کی برائی پھیلانے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اس پہلو کا سب سے زیادہ تکلیف دہ منظر۔ نئے چاند کی خبر ریڈیو وغیرہ پر نشر ہونے سے اس وقت سامنے آتا ہے جب کہ ایک ہی شہر میں یا کئی کئی عیدیں منائی جاتی ہیں۔ اس بدنما اور مضحکہ خیز حالت سے نکلنے کے لیے مختلف حلقوں کی طرف سے مختلف تجاویز وتدابیر سامنے لائی جاتی ہیں۔ پھر ہر حلقہ جس تدبیر کو صحیح ومؤثر سمجھتا ہے اسے روبہ عمل لانے کے لیے کوشش کرتا اور فطری طور پر دوسروں سے بھی اس کی تائید کا خواہاں ہوتا ہے، جس پر نہ ملامت کی جا سکتی ہے نہ الزام دیا جا سکتا ہے۔ ہاں! یہ الگ بات ہے کہ اگر کوئی تدبیر شرعی اصول یا روح شریعت سے متصادم ہو تو علماء کی ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ اس کانفرنس میں اور دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس ... کی غلطی واضح کریں، کیونکہ جو رمضان کے

روزوں اور ذی الحجہ کی قربانی کی، عید بھی عبادت ہے، صرف تہوار نہیں ہے

سیمینار کی اصل غرض

اس سلسلہ میں جن باشعور ذی علم اور دیندار لوگوں نے، اپنے اپنے دائرہ عمل وعلم کے مطابق، تدابیر سوچیں بلکہ دریافت کیں، پھر وہ انہیں بروئے کار لانے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں، ان میں ایک نمایاں نام ڈاکٹر محمد الیاس صاحب (پروفیسر ملیشیا سائنس یونیورسٹی) کا ہے جو فلکیاتی علوم (ASTRONOMICAL) کے ممتاز ماہر ہونے کے ساتھ دینی مزاج کے حامل اور طبع سلیم کے بھی وارث ہیں موصوف نے اپنی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کرکے نئے چاند کی رویت کے امکان کا ایک طویل المیعاد چارٹ تیار کیا ہے اور اس موضوع پر ایک مستقل کتاب بھی انگریزی میں زبان میں بنام "A- MODRENGUIDE TO ASTRONOMICALCULATION OF ISLAMIC CALENDAR" لکھی ہے اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ کرلینے کے لیے شاید تنہا یہ بات کافی ہو کہ اس پر دیگر ماہرین فن کے ساتھ "گرین دیچ" رسالہ کے نائب ایڈیٹر نے بھی بہترین رائے ظاہر کی ہے۔ کتاب میں ایک ایسا چارٹ بھی ہے کہ جس سے ساری دنیا میں ۱۳۱ سال تک کے ہر نئے چاند کا امکانی وقت اور تاریخ دریافت کرنا آسان ہو جائے۔ موصوف نے صرف علمی اکتشاف پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسے عملی شکل دینے اور چارٹ کی افادیت سے روشناس کرانے کے لیے ایک وسیع تعارفی پروگرام بھی بنایا ہے، اس میں دنیا کے مختلف حصوں میں پہلے علاقائی سطح پر سیمینار (REGIONAL SEMINAR) منعقد کرانا پھر عالمی پیمانہ پر ایک بہت بڑے سیمینار کا انعقاد شامل ہے، اسی سلسلہ کا پہلا علاقائی سیمینار (REGIONAL SEMINAR ON INTERNATIONAL ISLAMI CALENDAR) ملیشیا کے مشہور شہر پینانگ (PENANG) میں سائنس یونیورسٹی،